7 ستمبر یومِ تحفظ ختم نبوت

جب اسلامی جمہوریہ پاکستان کی نیشنل اسمبلی اور سینٹ نے قادیانیوں اور لاہوری گروپوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا

متکلم اسلام شیخ طریقت مولانا محمد الیاس گھمن

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کے بعد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا یعنی آپ کو آخری نبی اور رسول ماننا ضروری ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہو سکتا یا نیا نبی آنہیں سکتا آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی آخری نبی ہیں اسلام میں عقیدہ ختم نبوت اساسی اور بنیادی حیثیت رکھتا ہے جو شخص اس عقیدہ کو نہیں مانتا وہ قطعاً مسلمان کہلانے کے قابل نہیں۔

لیکن اس امت میں بہت سے بدباطن اور کذابوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دعویٰ نبوت کیا اور عقل کے مارے بدبختوں نے ان کی اس بات کو مان لیا۔ برصغیر میں مرزا غلام احمد قادیانی کذاب نے دعویٰ نبوت کیا اور کچھ لوگ اس کے پیروکار بن گئے، بین الاقوامی کفریہ طاقتوں بالخصوص برطانوی سامراج کی پشت پناہی حاصل ہونے کی وجہ سے مالی طور پر مضبوط ہوئے اور لوگوں کو لالچ، دھونس دھمکی اور ورغلا کر ارتدادی مہم کو آگے بڑھانے کی کوشش میں مصروف عمل ہوئے۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ان کی شرارتیں بلکہ خباثتیں ظاہر ہونا شروع ہوئیں اور ایک وقت وہ بھی آیا جب یہ کھلم کھلا دندناتے ہوئے پھرنے لگے۔ضرورت اس بات کی تھی کہ اب اس فتنے کو قانونی طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دے کر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے دیوار کے ساتھ لگا دیا جائے۔ اس بارے کئی تحریکیں اٹھیں اور اپنا اپنا کام کیا لیکن بعض تحریکیں بعض تاریخوں کو "تاریخ" بنا دیتی ہیں۔ جیسے 1953ء کی تحریک ختم نبوت نے 7 ستمبر 1974ء کو تاریخ بنایا۔ اسلامیانِ پاکستان نے حصولِ آزادی وطن کی بنیاد کلمہ طیبہ پر رکھی۔ ان کے رگ وریشے میں کلمہ طیبہ اپنی حقیقت و معنویت کے ساتھ

موجود ہے بھلا یہ کیسے ممکن ہے کہ کوئی اس کلمہ کے الفاظ و معانی اور حقیقت میں رد وبدل کر سکے ؟ یہاں کے مسلمان غربت ، کرپشن ، مہنگائی ، بے روز گاری اور اقتصادی بحرانوں کو سہہ سکتے ہیں ۔ لیکن اسلامی نظریات بالخصوص ناموس رسالت اور ختم نبوت جیسے عظیم الشان اور حساس موضوع پر مداہنت سے کام نہیں لے سکتے۔ حکمت کے نام پر بے حمیتی کا کسی طور پر اظہار نہیں کر سکتے۔ اس دعوے کی ایک دلیل 7 ستمبر 1974ء کا وہ تاریخ ساز فیصلہ ہے جو عوامی طاقت نے جمہوری و سیاسی زبان سے صادر کیا۔ اس کا مختصر پس منظر یہ ہے کہ پاکستان کے سابق وزیر اعظم جناب ذوالفقار علی بھٹو کے دورِ حکومت میں

22 مئی 1974ء کو نشتر میڈیکل کالج ملتان کے کچھ طلبہ معلوماتی و تفریحی سفر کے لیے چناب نگر کے راستے پشاور جا رہے تھے کہ چناب نگر ریلوے سٹیشن پر قادیانیوں نے اپنا کفریہ لٹریچر تقسیم کرنے کی کوشش کی ، جس پر طلبہ نے اس لٹریچر کو لینے سے انکار کیا اور ایمانی غیرت کا ثبوت دیتے ہوئے ختم نبوت زندہ باد کے فلک شگاف نعرے لگائے۔

29 مئی 1974ء کو طلبہ کا یہ قافلہ واپس ہونے لگا تو نشتر آباد اسٹیشن (جو کہ چناب نگر اسٹیشن سے پہلے آتا ہے) پر قادیانی اسٹیشن ماسٹر نے چناب نگر کے قادیانی اسٹیشن ماسٹر کو بتلایا کہ فلاں بوگی طلبہ کی ہے۔ چنانچہ خلافِ ضابطہ چناب نگر ریلوے سٹیشن پر گاڑی روک لی گئی سینکڑوں مسلح افراد جس میں قادیانیوں کے قصر خلافت کے معتمدین ، تعلیم الاسلام کالج کے طلباء، اساتذہ اور بعض قادیانی دکانداروں نے لاٹھیوں' سریوں ، ہاکیوں ، کلہاڑیوں اور برچھیوں کے

ساتھ حملہ کرکے 30 نہتے طلبہ کو شدید زخمی دیا۔

قادیانی اپنے ساتھ بازاری فطرت کی تین سو کے قریب عورتیں بھی لائے جب قادیانی غنڈے مسلمان طلبہ کو مارتے تو وہ رقص کرتیں اور تالیاں بجاتیں۔ اسی دوران نشتر میڈیکل کالج یونین کے صدر ارباب عالم کو اتنے زور سے مارا کہ وہ بے ہوش گئے۔ اِس واقعہ کا پورے ملک میں زبردست ردِ عمل ہوا۔

30 مئی 1974ء کو لاہور اور دیگر شہروں میں ہڑتال ہوئی۔

31 مئی 1974ء کو اس سانحے کی تحقیقات کے لیے صمدانی ٹربیونل کا قیام عمل میں آیا۔

3 جون 1974ء کو مجلس عمل کا پہلا اجلاس راولپنڈی میں منعقد ہوا۔

9 جون 1974ء کو مجلس عمل کا کنوینئر لاہور میں مولانا سید محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ کو مقرر کیا گیا۔

13 جون 1974ء کو وزیر اعظم نے نشری تقریر میں بجٹ کے بعد مسئلہ قومی اسمبلی کے سپرد کرنے کا اعلان کیا۔

14 جون 1974ء کو ملک گیر ہڑتال ہوئی۔

16 جون 1974ء کو مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کا فیصل آباد میں اجلاس ہوا جس میں حضرت بنوری کو امیر منتخب کیا گیا۔

30 جون 1974ء کو قومی اسمبلی میں ایک متفقہ قرارداد پیش ہوئی جس پر غور کے لیے پوری قومی اسمبلی کو خصوصی کمیٹی میں تبدیل کر دیا گیا۔

24 جولائی 1974ء کو وزیر اعظم نے اعلان کیا کہ جو قومی اسمبلی کا فیصلہ ہو گا وہ

ہمیں منظور ہو گا۔

5 اگست سے 23 اگست 1974ء تک وقفوں وقفوں سے مکمل گیارہ دن مرزا ناصر پر قومی اسمبلی میں جرح ہوئی۔

20 اگست 1974ء کو صمدانی ٹربیونل نے اپنی رپورٹ سانحہ ربوہ کے متعلق وزیر اعلیٰ کو پیش کی۔

22 اگست 1974ء کو رپورٹ وزیر اعظم کو پیش کی گئی۔

24 اگست 1974ء کو وزیر اعظم نے فیصلہ کے لیے 7 ستمبر کی تاریخ مقرر کی۔

27، 28 اگست 1974ء کو لاہوری گروپ پر قومی اسمبلی میں جرح ہوئی۔

یکم ستمبر 1974ء کو لاہور شاہی مسجد میں ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔

5، 6 ستمبر 1974ء کو اٹارنی جنرل نے قومی اسمبلی میں عمومی بحث کی اور مرزائیوں پر جرح کا خلاصہ پیش کیا۔

6 ستمبر 1974ء کو آل پارٹیز مجلس تحفظ ختم نبوت کی راولپنڈی میں وزیر اعظم سے ملاقات کا فیصلہ کیا۔

اس ساری کارروائی میں قومی اسمبلی نے اڑھائی ماہ کے عرصے میں 28 اجلاس بلائے اور 96 گھنٹوں پر مشتمل نشستیں ہوئیں۔ تمام مسالک کی مذہبی وسیاسی قیادت نے اپنی اپنی حیثیت کے مطابق اس میں کردار ادا کیا علمائے دیوبند کے عظیم سپوت خصوصاً مفکر اسلام مولانا مفتی محمود اور آپ کے رفقاء کار نے قادیانیوں کا لٹریچر جمع کیا، مولانا سید محمد یوسف بنوری، مولانا محمد حیات، مولانا عبدالرحیم اشعر، مولانا تاج محمود، مولانا محمد شریف جالندھری رحمہم اللہ جیسے

اکابر نے دن رات ایک کر کے قادیانی کے مذہبی و سیاسی عزائم پر مبنی لٹریچر اکٹھا کیا۔ اس محنت میں قادیانیوں کی مذہبی حصے کی ترتیب و تدوین مفتی محمد تقی عثمانی (سابق جسٹس سپریم کورٹ وفاقی شرعی عدالت) نے جبکہ سیاسی حصے کی ترتیب مولانا سمیع الحق شہید رحمہ اللہ (سابق ممبر سینٹ آف پاکستان) نے اپنے ہاتھوں سے کی۔

7 ستمبر 1974ء کو قومی اسمبلی میں دستور کی دفعہ 106 میں قادیانی و لاہوری گروپ کو اقلیتوں کی فہرست میں شامل کیا گیا، اور دفعہ 260 میں ایک نئی شق کا اضافہ کیا جس میں یہ طے کیا کہ "ہر فرد جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی مدعی نبوت کو پیغمبر یا مذہبی مصلح مانتا ہو وہ آئین یا قانون کے مقاصد کے ضمن میں مسلمان نہیں۔"

مرکزی وزیر قانون جناب عبد الحفیظ پیرزادہ نے بل پیش کیا۔ ان کے بعد مفکر اسلام مولانا مفتی محمود رحمہ اللہ قائد حزب اختلاف کی حیثیت سے اٹھے اور بل کی مکمل تائید کی اور اس اقدام پر وزیر اعظم اور ارکان حزب اقتدار کو خراج تحسین پیش کیا۔ تقریباً پانچ بجے سپیکر قومی اسمبلی صاحبزادہ فاروق علی نے قائد ایوان ذوالفقار علی بھٹو کو اظہار خیال کی دعوت دی۔ بھٹو صاحب نے آدھ گھنٹے کے لگ بھگ تقریر کی اس کے بعد بل کی ووٹنگ کا مرحلہ شروع ہوا۔ مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے لیے 130 ووٹ آئے اور قادیانیوں کی حمایت میں ایک ووٹ بھی نہ آیا۔ چنانچہ قومی اسمبلی نے اتفاق رائے سے یہ بل پاس کیا اور مرزائیوں کو ہمیشہ کے لیے غیر مسلم اقلیت قرار دیا۔

7 ستمبر 1974ء شام 7:30 بجے سینٹ کا اجلاس ہوا، مرکزی وزیر قانون جناب عبدالحفیظ پیرزادہ نے قومی اسمبلی کا منظور شدہ بل سینٹ میں پیش کیا۔ ایوان میں دوبار رائے شماری ہوئی ۔ قومی اسمبلی کی طرح سینٹ میں بھی سارے ووٹ مرزائیوں کے خلاف آئے اور ایک ووٹ بھی ان کے حق میں نہ آیا۔

7 ستمبر رات 8:00 بجے ریڈیو پاکستان نے یہ خبر نشر کی کہ مرزائیوں کو قومی اسمبلی اور سینٹ نے متفقہ طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا ہے۔ یہ اعلان سننا تھا کہ لوگ خوشی کے مارے سڑکوں پر نکل آئے، ایک دوسرے کو مبارکبادیں دیں۔ اس فیصلے نے جہاں اہلیان پاکستان کے دینی جذبات کی مکمل ترجمانی کی وہاں پر پوری دنیا کے مسلمانوں میں اسلامیان پاکستان کی قدر کو بھی بڑھادیا کہ پاکستان کے مسلمان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر کسی کو ڈاکے ڈالنے کی قطعا اجازت نہیں دے سکتے۔

موجودہ حکومت ملک سے دہشت گردی اور تخریب کاری کو ختم کرنے میں سنجیدہ ہے ۔ تو اسے حالات و مشاہدات کے پیش نظر قادیانیوں کے اسلام وملک دشمن سرگرمیوں پر کڑی نگاہ رکھنی ہوگی ۔ تاکہ اسلامی جمہوریہ پاکستان میں اہلیان وطن کے اسلامی اساسی عقائد کا تحفظ برقرار رہے اور ان کے جان ومال اور عزت و آبرو کا تحفظ بھی ۔ اللہ تعالیٰ ہمیں عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین بجاہ النبی الامی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام